

ادبیت گل رنگیں

جواب الم مظفر نگری

لے گل رنگیں ازل سے گلستاں پرور ہے تو
ہے فضائے گلستاں معمور موج نور سے
ری رنگینی کا منظر جلوہ عام چمن
راہِ اک برگ رنگیں اس طرح ہر جلوہ زار
ندگی بخش گلستاں ہے تری جلوہ گری
ہے شفق کی سرخیوں میں اختر روشن جبین
از حسن و عشق کا غماز ہے جلوہ ترا
ست رکھتا ہے تجھے صہبائے الفت کا خمار
کائنات رنگ بو کا دل کشا منظر ہے تو
تیرا جلوہ کم نہیں ہے شمع بزم طور سے
ہے تری خوشبو سے قائم مستی شام چمن
کوئی شہ پارہ ہو جیسے برق طور حسن کا
تو فضائے باغ کو دیتا ہے ہر دم تازگی
دامن رنگیں میں تیرے گوہر شبنم نہیں
مظہر خون شہید ناز ہے جلوہ ترا
جھومتا ہے یوں سر شاخ چمن جو بار بار

لے رہا ہے لطف زخم غمزہ قاتل سے تو

آگہی رکھتا ہے شاید درد کی منزل سے تو

مر تری نظروں میں کیوں لے جا لیں خاموشی
یہ تو، سوز و فاسے کون ہی اندوہ گیس
وہ ذرہ ملتفت ہے جانب فریاد عشق
نہا پتی ہے زبان حال سے گرم سخن
ہے آئین چمن سے تھکواتنی بے رخی
بلبل شیدا کے نالے ہیں فقط اک دل لگی
حسنِ کامل کیلئے اتنا بھی کیا لازم نہیں
عبرت آموز چمن ہے نالہ بر بادِ عشق
باغ کی خاموشیاں ہیں حاصلِ صلہ سخن
تو شریکِ بزم بھی ہے بزم سے بیگانہ بھی

ہے یہاں جو بھی وہ سر گرم سخن ہے بر محل

ایک تو ہے صرف پابندِ سکوتِ مستقل

اس سڑ میں واقع ہوں ہے جانِ چین جانِ بہار
 بزمِ عالم میں ہے جو ضبط و سکون کی آشنا
 ہیں تحمل کے نتیجے شرحِ تقدیرِ حیات
 یہ تو سب سچ ہے مگر اے نو بہارِ زندگی
 قطرہ قطرہ بحرِ ہستی کا سکون آمیز ہے
 چپ ہی رہتی ہے کلی اس کو صبا چھڑے ہزار
 مطربِ شام و سحر کے راگ ہیں سب بے خلل
 تو بھی اک تقریرِ کراہی چین میں صاف صاف

پردہ دارِ رازِ ہستی ہے خموشی کا وقار
 کامیابِ زندگی ہے وہ یہاں صبح و مسا
 صبر و استقلال سے ہوتی ہے تعمیرِ حیات
 وقت پر خاموش رہنا بھی تو ہے دانستی
 جب اٹھا طوفان تو پھر ہر موج طوفانِ خیر
 وقت پر لیکن صدا اس کی ہے اعلانِ بہار
 کیونکہ ہر آواز سازِ دہر کی ہے بر محل
 جس سے ہو رازِ حقیقت کا سرا سر انکشاف

التجاء دارم کہ اے بیگانہ ذوقِ سخن
 شوخِ ایتِ نالہ ہائے زارِ بلبلِ درِ چین

نغمہ جاوید

جناب فرید جاوید

جنوں نے چھڑ دی شاید حدیثِ رندانہ
 برس رہی ہے فضاؤں سے مستقلِ مستی
 نگاہ کھیل رہی ہے اک اور عالم سے
 نہ دیکھ یوں مری جانبِ اداس آنکھوں سے
 ندیم تجھ کو مرا احترام لازم ہے
 ابھارتا ہوں وہ جذبہ کہ دلہری آجائے
 نرولِ رحمت پروردگار ہے جاوید

مچل رہی ہے رگ و پے میں روحِ میخانہ
 نہ میکدہ ہے نہ ساقی، نہ مے، نہ پیمانہ
 نگاہ میں ہے یہ عالمِ تمام افسانہ
 گزارنی ہے تجھے زندگی جدا گانہ
 مرا شعارِ محبت ہے بے نیازانہ
 سنوارتا ہوں خدو خالِ حسنِ جانانہ
 غزل سرا ہے سرِ شام کون دیوانہ